اشاعت —— 2006

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ • غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124

مکتبہ قدوسیہ
رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد
Ph: 041-2640194

قدوسیہ اسلامک پریس
Out Fal Road
Ph:042-7146761

www.quddusia.com Email:qadusia@brain.net.pk

طرح ابو جعفر عقیلی بھی انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں لیکن شیخ شہاب الدین ابو شامہ شرح شاطبیہ میں حضرت امام شافعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ نماز میں اس تکبیر کو کہتے تھے تو آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور سنت کو پہنچ گیا' یہ واقعہ تو اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو- پھر قاریوں میں اس بات کا بھی اختلاف ہے کہ کس جگہ یہ تکبیر پڑھے اور کس طرح پڑھے' بعض تو کہتے ہیں و اللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کے خاتمہ سے اور بعض کہتے ہیں والضحی کے آخر سے- پھر بعض تو کہتے ہیں صرف اللہ اکبر کہے' بعض کہتے ہیں اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے' بعض قاریوں نے سورۂ والضحی سے ان تکبیروں کے کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جب وحی آنے میں دیر لگی اور کچھ مدت حضورؐ پر وحی نہ اتری پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہی سورت لائے تو خوشی اور فرحت کے باعث آپ نے تکبیر کہی' لیکن یہ کسی ایسی اسناد کے ساتھ مروی نہیں جس سے صحت وضعف کا پتہ چل سکے- واللہ اعلم-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے

قسم ہے چاشت کے وقت کی ○ اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے ○ نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہ بیزار ہو گیا ○ یقیناً تیرے لئے انجام آغاز سے بہتر ہے ○ تجھے تیرا رب بہت جلد انعام دے گا اور تو راضی خوشی ہو جائے گا ○

(آیت: ۱-۵) مسند احمد میں ہے کہ حضور ﷺ بیمار ہو گئے اور ایک یا دو راتوں تک آپ تہجد کی نماز کے لئے نہ اٹھ سکے تو ایک عورت کہنے لگی کہ تجھے تیرے شیطان نے چھوڑ دیا اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں (بخاری و مسلم وغیرہ) حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ جبرئیل کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ تو چھوڑ دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے والضحی سے قلٰی تک کی آیتیں اتاریں اور روایت میں ہے کہ حضور کی انگلی پر پتھر مارا گیا تھا جس میں سے خون نکلا اور جس پر آپ نے فرمایا:

هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله ما لقيت

یعنی تو صرف ایک انگلی ہے اور راہ اللہ میں تجھے یہ زخم لگا ہے-

طبیعت کچھ ناساز ہو جانے کی وجہ سے دو تین رات آپ بیدار نہ ہوئے جس پر اس عورت نے وہ ناشائستہ الفاظ نکالے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں- کہا گیا ہے کہ یہ عورت ابولہب کی جورو ام جمیل تھی' اس پر اللہ کی مار' آپ کی انگلی کا زخمی ہونا اور اس موزوں کلام کا بے ساختہ زبان مبارک سے ادا ہونا تو صحیحین میں بھی ثابت ہے لیکن ترک قیام کا سبب اسے بتانا اور اس پر ان آیتوں کا نازل ہونا یہ غریب ہے- ابن جریر میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ آپ کا رب آپ سے کہیں ناراض نہ ہو گیا ہو؟ اس پر یہ آیتیں اتریں اور روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی حضورؐ بہت گھبرائے' اس پر حضرت خدیجہؓ نے یہ سبب بیان کیا اور اس پر یہ آیتیں اتریں' یہ دونوں روایتیں مرسل ہیں اور حضرت خدیجہ کا نام تو اس میں محفوظ نہیں معلوم ہوتا' ہاں یہ ممکن ہے کہ مائی صاحبہ نے افسوس اور رنج کے ساتھ یہ فرمایا ہو- واللہ اعلم- ابن اسحاق اور بعض سلف نے فرمایا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوئے تھے اور بہت ہی قریب ہو گئے تھے اس وقت اسی سورت کی وحی نازل فرمائی تھی- ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ وحی کے رک جانے کی بنا پر مشرکین کے اس ناپاک قول نے

رد میں یہ آیتیں اتریں' یہاں اللہ تعالیٰ نے دھوپ چڑھنے کے وقت کی' دن کی روشنی اور رات کے سکون اور اندھیرے کی قسم کھائی جو قدرت اور خلق خالق کی صاف دلیل ہے' جیسے اور جگہ ہے وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى' اور جگہ ہے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ مطلب یہ ہے کہ اپنی اس قدرت کا یہاں بھی بیان کیا ہے- پھر فرماتا ہے کہ تیرے رب نے نہ تو تجھے چھوڑا نہ تجھ سے دشمنی کی' تیرے لئے آخرت اس دنیا سے بہت بہتر ہے- اسی لئے رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ زاہد تھے اور سب سے زیادہ تارک دنیا تھے' آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی-

مسند احمد میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور بوریئے پر سوئے' جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے' جب بیدار ہوئے تو میں آپ کی کروٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کہا حضورؐ ہمیں کیوں اجازت نہیں دیتے کہ ایک بوریئے پر کچھ بچھا دیا کریں- حضورؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ میں کہاں دنیا کہاں؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس راہرو سوار کی طرح ہے جو کسی درخت تلے ذرا سی دیر ٹھہر جائے پھر اسے چھوڑ کر چل دے' یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور حسن ہے- پھر فرمایا تیرا رب تجھے آخرت میں تیری امت کے بارے میں اس قدر نعمتیں دے گا کہ تو خوش ہو جائے' ان کی بڑی تکریم ہوگی اور آپ کو خاص کر کے حوض کوثر عطا فرمایا جائے گا جس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے خیمے ہوں گے' جس کی مٹی خالص مشک ہوگی' یہ حدیثیں عنقریب آ رہی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ-

ایک روایت میں ہے کہ جو خزانے آپ کی امت کو ملنے والے تھے وہ ایک ایک کر کے آپ پر ظاہر کئے گئے آپ بہت خوش ہوئے' اس پر یہ آیت اتری جب ایک ہزار محل آپ کو دے گئے ہر ہر محل میں پاک بیویاں اور بہترین خادم ہیں' ابن عباسؓ تک اس کی سند صحیح ہے اور بہ ظاہر ایسی بات بغیر حضورؐ سے روایت نہیں ہو سکتی' حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضورؐ کی رضامندی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے- حسنؒ فرماتے ہیں اس سے مراد شفاعت ہے-

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا
فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ ع ۱۱ ۱۸

کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ ○ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی ○ اور تجھے تنگ دست پا کر تونگر نہیں بنا دیا؟ ○ پس یتیم کو تو بھی نہ دبا ○ اور سوال کرنے والے کو نہ ڈانٹ ڈپٹ اور اپنے رب کے احسانوں کو بیان کرتا رہ ○

(آیت: ۶-۱۱) ابن ابی شیبہ میں ہے حضورؐ نے فرمایا ہم وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت دنیا پر پسند کر لی ہے' پھر آپ نے آیت وَلَسَوْفَ کی تلاوت فرمائی کہ آپ کی یتیمی کی حالت میں خدائے تبارک وتعالیٰ نے آپ کا بچاؤ کیا اور آپ کی حفاظت کی اور پرورش کی اور جگہ عنایت فرمائی- آپ کے والد کا انتقال تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی ہو چکا تھا' بعض کہتے ہیں ولادت کے بعد ہوا' چھ سال کی عمر میں والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہو گیا' اب آپ دادا کی کفالت میں تھے لیکن جب آٹھ سال کی آپ کی عمر ہوئی تو دادا کا سایہ بھی اٹھ گیا' اب آپ اپنے چچا ابو طالب کی پرورش میں آئے- ابو طالب دل و جان سے آپ کی نگرانی اور امداد میں رہے' آپ کی پوری عزت وتوقیر کرتے اور قوم کی مخالفت کے چڑھتے طوفان کو روکتے رہتے تھے اور اپنے نفس کو بطور ڈھال کے پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت مل چکی تھی اور قریش سخت تر مخالف بلکہ دشمن جان ہو گئے تھے' ابو طالب باوجود بت پرست مشرک ہونے کے آپ کا ساتھ دیتا